گزشتہ سے پیوستہ

مولانا برق التوحیدی

"تحریکِ وہابیت کا اصل حریف سکھ یا انگریز؟

انگریز شہادتوں کی روشنی میں!

۱۲ - یہی پٹنہ جہاں مجاہدین آزادی کا تبلیغی مرکز تھا وہاں جہاد کی عظیم تربیت گاہ بھی تھا۔ اور جو منصوبہ بنتا، اکثر یہیں تیار ہوتا۔ بنابریں انگریز اس کو وہابیوں کا قلعہ تصور کرتے تھے چنانچہ ۱۸۴۵ء کی سازش پٹنہ ہی سے شروع ہوئی جس کے متعلق جی بی مالیسن اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"سازشیوں کا ایک جتھا (پٹنہ میں ۱۸۴۵ء میں) ایک سازش کو جنم دے رہا تھا جبکہ سپاہیوں کو نقد رقمیں تقسیم کی جاتی تھیں ایک کاغذ ہاتھ آیا تھا۔ جس میں ایک سو خاص خاص خاندانوں کے نام درج تھے۔ ان میں ایک شہر پٹنہ تھا جو پیغمبر اعظم (سید احمد) کے دو نامور خلیفوں (برادران علی) کا صدر مقام تھا" (جی بی مالیسن صفحہ ۴۷، ۵۲ - ۵۰ ج ۱)

ان الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ۱۸۴۵ء کی سازش کے اصل منتظم وہابی ہی تھے۔

۱۳ - معرکہ کوٹلا اس تحریک کی تاریخ کا ایک اہم مقام ہے جبکہ انگریز نے حسن زئی قبیلے سے جنگ شروع کی اور امیر عنایت علی سے کہا کہ وہ اس قبیلے کی مدد نہ کرے۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر اس درخواست کو مسترد کر دیا کہ "میں تو مرنے ہی کے لئے آیا ہوں" اس وقت آپ قلعہ کوٹلا میں تھے۔ انگریز حکومت یہاں وہابیوں کے خلاف فوج بھیجنے میں شامل تھی۔ چنانچہ خود کرنل میکیسن نے اپنی رپورٹ مورخہ ۲ جنوری ۱۸۵۲ء بنام مجلس منتظمہ پنجاب میں لکھا:

"میں نے بہت تامل کیا، آیا کوٹلا کے معاملہ میں کوئی مداخلت کروں۔ صرف وہ علاقہ

دیکھ کر جس کو بار بار بحفاظت مطیع کرنے کی طرف ہمیں اطمینان ہو جائے اور جہاں سے وہابی لشکر کو مجبور و بے بس کر سکیں ۔ ۔ ۔ مجھے یہ ہمت نہ ہوئی کہ ادھر اپنی ایک فوج روانہ کروں۔"

۱۴ ۔ بالآخر جب حکومت نے قلعہ کوٹلا پر قبضہ کر لیا تو عنایت علی وہاں سے نکل کر منگل تھانہ میں آ گئے ۔ اس جگہ عنایت علی نے قبیلہ یوسف زئی کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں شروع کر دیں اور اپنے دیگر ساتھیوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور ان میں جذبۂ جہاد پیدا کیا ۔ عنایت علی کی اس جدّ وجہد کا ذکر او کینلی یوں ان الفاظ میں کرتا ہے :

"عنایت علی نے اپنے متبعین کو منظم کرنے اور ان کے دلوں میں انگریز کافروں سے نفرت کی آگ بھڑکانے کی جدّ و جہد کی ۔ مجاہدین سے روزانہ ڈرل کرائی جاتی ہے ۔ کبھی کبھی دن میں دو بار پریڈ پر ان آیات کا تلاوت کرنا سکھایا جاتا تھا جن میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ اور جمعہ کے دنوں میں خطبے دیئے جاتے جن میں ان کو نصیحت کی جاتی کہ اس وقت کا صبر سے انتظار کریں جب برطانوی ہندوستان کی تسخیر کی معینہ گھڑی آ جائے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک صفحہ ۲۲۲)

لیکن جب انتظار کی یہ گھڑیاں ختم ہوئیں تو وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور ان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض لوگوں نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ان کی خدمات کا سہرا اپنے سر باندھنے کی ناکام کوشش کی ۔ خدا تعالیٰ ان مجاہدین آزادی کی کوششوں کو قبول فرمائے اور غاصبین کو ذیا نتداری نصیب فرمائے ۔ آمین !

۱۵ ۔ تحریک مجاہدین کو ناکام بنانے کیلئے ایک یہ حربہ بھی استعمال ہوا کہ ان کے خلاف افواہ پھیلائی گئی کہ یہ رہزنی کرتے ہیں اور ڈاکے ڈالتے ہیں، قتل و اغوا کرتے ہیں ۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح نیک دل لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور کوئی ان کے قریب نہ آئیگا ۔ حالانکہ یہ محض پروپیگنڈہ تھا جبکہ یہ حرکتیں بعض قبائلی کرتے تھے جو اس کشمکش سے ناجائز مالی منفعت حاصل کرنا چاہتے تھے ۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر ہزارہ وہابیوں اور قبائلیوں کی حرکات کے دوران نمایاں فرق دکھاتے ہوئے لکھتا ہے :

"وہابی ایک سیاسی خطرہ تھے ۔ مگر لوٹ مار اور ڈکیتیاں باہر کے بعض غنڈوں کے کرتوت تھے جنہوں نے مینار سری میں پناہ لے رکھی تھی۔"

۱۶ ۔ اسی سلسلہ میں حکومتِ پنجاب کے سیکرٹری کی ایک چٹھی میں ڈپٹی کمشنر کے بچے اور کھرے خیالات

کا یوں اظہار کیا گیا ہے:

"ہندوستانی (مجاہدین) خود ہر قتل اور ڈاکہ زنی سے محترز رہتے ہیں۔ یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی ضروری ہے۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کے کسی فرد نے کبھی ہماری ہندو رعایا کے اغوا اور قتل میں حصہ لیا ہو۔ البتہ انہوں نے سیاسی سازش کا ایک مرکز بنا رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً غازیوں کو بھیجتے ہیں تاکہ کافر فرنگیوں کے قتل کی تاک لگائیں۔ . . . فی الحال ہمیں ان سے جو خدشہ ہے وہ یہ کہ انہی کی موجودگی اور حمایت سے مبارک شاہ نے طاقت اور اہمیت حاصل کر رکھی ہے۔ جنگی کارروائیاں شروع کرنے اور ان کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنا ناممکن ثابت ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہو گا کہ ہماری سرحد کے قریب ان کی نو آبادی کے قیام کے خلاف نگرانی رکھی جائے۔" (فارن ڈیپارٹمنٹ ADYE، اگست ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۹/۱۴۲ نمبر ۱۹۳)

۱۷۔ اس تحریک کا ایک اہم معرکہ سرحد کی جنگ ہے جس کا اہم کردار قبیلہ بنیر ہے۔ انگریز کو مجاہدین پر حملہ کیلئے بنیر قبیلہ کی سرحد سے گزر کر جانا تھا۔ اس نے سمجھا کہ اپنی روانگی سے بنیر کو مطلع نہ کیا جائے تاکہ نتیجہ منفی نہ برآمد ہو۔ لیکن ٹیلر نے ۱۹ راکتوبر ۱۸۶۳ء کو بنیر کو ایک پروانہ بھی لکھا جس میں نہیں یقین دلایا کہ یہ جنگ آپ کے خلاف نہیں بلکہ ہندوستانیوں (مجاہدین) کے خلاف ہے۔ لیکن یہ پروانہ اس وجہ سے اپنا کام نہ دکھا سکا کہ ادھر عبداللہ نے اعلان بھیج دیا تھا کہ آپ انگریزی افواج کی پیش قدمی روکیں اور صورت حال کے اصل خطرے سے ان کو متنبہ کیا کہ ابھی تو اصل مقصود وہابی ہیں مگر تمہاری نوبت آنے میں بھی کیا دیر لگے گی! دشمن عیار اور غدار ہے اور ممکن ہے کہ تمہیں بھی زر و مال سے پھسلائے مگر تمہیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی انگریز کے اصل دشمن ان مجاہدین آزادی ہی کو سمجھتے تھے۔

چنانچہ بنیر قبیلہ انگریز کے خلاف کمر بستہ ہو گیا جس کی وجہ سے انگریزی فوج کو بہت بڑا مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اس مخالفت کے اصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنرل چیمبرلین نے اپنے مراسلہ ۲۳ راکتوبر میں لکھا کہ:

"کوئی شک نہیں کہ ان کا رویہ (بنیریوں کی مخالفت) ستھانہ کے ہندوستانی مذہبی دیوانوں کی کارستانی ہے۔ بعض ضبط کئے ہوئے کاغذات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے ان کو معلوم ہوا کہ موجودہ مہم ان کے خلاف تیار کی گئی ہے، ہندوستانی اہل بنیر کو ہمارے ارادے

اور ان کے ملک کے الحاق سے ڈرا کر ان کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔" الخ

اس نازک موقع پر انگریزی فوج کی حالتِ زار کو ہنٹر نے بھی بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو در مقال صفحہ ۵۱-۵۴۔

۱۸۔ اسی طرح اس تحریک کا ایک اور اہم معرکہ امبیلہ کی جنگ ہے جس کے بعد مجاہدین کو پابندِ سلاسل ہونے کے علاوہ جزائر میں ملک بدر بھی کیا گیا۔ اس کے متعلق انگریز افسران تحقیق و تبصرہ کرتے ہوئے مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً اڈائی (ADYE) رائے زنی کرتا ہے کہ:

"من حیث المجموع یہ جنگی مہم بالکل قابلِ اطمینان نہ تھی۔"

۱۹۔ ہنٹر اسی بات کا رونا روتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ہمارے زندان کے پھاٹک ان جوق در جوق نامراد شوریدہ سر باغیوں کیلئے بند ہو گئے، ہماری عدالتوں نے جماعتوں کے سرغنوں کو یکے بعد دیگرے سمندر پار خاموش جزیروں میں بھیج دیا۔ پھر بھی سارا ملک ہماری سرحد پر اسلام کے یاس زدہ لوگوں کو روپے اور آدمی بھیجے جاتا ہے اور مسیحی حکومت کے خلاف عوامی احتجاج پر سختی سے جما ہوا ہے۔" (آور انڈین مسلمان صفحہ ۱۲۲-۱۲۳)

۲۰۔ اس سلسلہ میں جیمز اپنے ایک خط میں یوں رائے زنی کرتا ہے کہ:

"مذہبی دیوانوں کی نو آبادی جو اس ہمت و استقلال سے ہماری سرحدوں پر منڈلا رہی تھی اور ہماری انتظامیہ پر ایک داغ تھی . . . اب نصف تباہ ہو چکی اور مہمان کش اور ناموافق علاقوں (جزائر انڈمان) میں بسا دی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بہت جلد ہمیشہ کیلئے جڑ سے اکھاڑ پھینکی جائے گی۔"

ان تمام بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز فی الحقیقت سمجھتا تھا کہ ابھی اس کا اصل سیاسی خطرہ وہابیت ختم نہیں ہوا اور وہ اپنے اقتدار کے دوام و بقا کیلئے اس سیاسی خطرہ کو ختم کرنا ضروری خیال کرتا تھا۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ انگریز اس خطرہ کی موجودگی میں اطمینان و سکون سے انتظامِ مملکت چلا سکتے۔ کیونکہ مجاہدین برطانوی حکومت کے خلاف عناد پیدا کرنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ وہ کسی بھی گنڈے سے خاں سے جو انگریزوں کے خلاف اقدام کے لئے آمادہ کیا جا سکے گٹھ جوڑ کر لینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے (اولیور ص ۲۹۰-۹۱) لہٰذا یہ کہنا کہ "وہابی تحریک قطعاً سکھوں کے خلاف چلائی گئی تھی نہ کہ انگریزوں کے خلاف"، تحریک کی تاریخ کے بہت بڑے حصے سے بالکل

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی

ایک اور معرکہ آرا عربی کتاب

"البابیۃ"

عرض و نقد

چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی ہے!

"بابیت" کے موضوع پر دنیا کی تمام زبانوں میں پہلی منفرد اور جامع کتاب

دو سو سے زیادہ مصادر و مراجع و مآخذ، رواں دواں اور خطیبانہ پرشکوہ عربی، خوبصورت عربی ٹائپ، بڑا سائز، آرٹ پیپر — تین صد صفحات — قیمت ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ:

ادارہ ترجمان السنۃ، ۷۔ ایبک روڈ، انارکلی۔ لاہور

فون: ۳۰۔ ۴۱۳۱۳۰۔ ۵۷۱۵۷